رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

قیمت فی پرچہ ۱/

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ۞ انچارج۔ مہر محمد خان ۞

فہرست مضامین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۹۷ | مورخہ ۱۴ر جون ۱۹۲۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۸ر شوال ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

مبارک! مبارک!! مبارک!!!

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حرم ثالث میں ولادت فرزند

خوشی میں جھوم کے کہتا ہے دل مبارک باد ۞ کہ پیشگوئی احمدؑ پہ ہو گیا ہے صاد۔

جماعت احمدیہ کے لئے آج مسرت کا دن ہے کہ ان کے امام ذی الاحترام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حرم ثالث میں بتاریخ ۱۲ر جون ۱۹۲۳ء ہجری المقدس بروز سہ شنبہ بوقت قریباً ۷ بجے صبح) فرزند مسعود متولد ہوا ہے۔ اولاد کا ہونا ہر ایک انسان کیلئے خوشی کا موجب ہوتا ہے لیکن ایسی اولاد جو اپنے ساتھ نشان رحمت و بشارت رکھتی ہو۔ صرف ایک یا چند اشخاص کیلئے نہیں۔ بلکہ دنیا کیلئے خوشی و شادمانی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اسلئے ہم اس فرزند سعید کی ولادت کو محض ایک واقعہ مسرت ہی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ اسمیں ہمیں اللہ تعالیٰ کی آیات بزرگ مشاہدہ ہو رہی ہیں۔ کیونکہ آج سے سالہا سال قبل رب العالمین خدا نے اپنے مامور و مرسل سیدنا احمد مسیح موعود کی زبان وحی ترجمان پر جاری فرمایا تھا کہ وہ آپکی ذریت کو بڑھائے گا اسلئے ہمارا ایمان ہے کہ یہ اس وعدہ الٰہی کا ظہور ہے۔ جو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود سے فرمایا تھا پس ہم خوش ہیں اور اپنے احباب کو یہ خوشی کی خبر پہنچاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ اور زندہ خدا کے زندہ نشان نمایاں ہو رہے ہیں۔

ہم الفضل کے ناظرین کی طرف سے اپنے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور حضرت اُم المومنین اور حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود کو اپنے انعامات خاص سے بہرہ کامل دے۔ آمین (طالبان دعا کارکنان الفضل)

نامہ لنڈن

(جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ)

پورٹسمتھ عاجز صحت کی مزید درستی کے لئے ایک ہفتہ کے واسطے پورٹسمتھ گیا۔ اور ایام قیام پورٹسمتھ میں ہمدرد احباب اور احمدی دوستوں سے ملاقات کی۔ اخویم محمد یونس یونس سٹیشن پر موجود تھے۔ اور انہوں نے ہی میرے قیام کا انتظام کیا تھا۔ برادر موصوف کو اشاعت اسلام کا بہت جوش ہے۔ مگر افسوس کرتے ہیں۔ کہ ان کو کوئی مبلغ ایک ماہ کے لئے بھی میسر نہیں آتا۔ ان کے خیالات و احساسات کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ جہاں کہیں عمدہ جگہ دیکھتے۔ فوراً بول اٹھتے۔ "کاش! میرے پاس روپیہ ہوتا۔ تو یہاں مسجد احمدیہ بناتے"۔

عزیزہ بہن فاطمہ بین فولڈحالی مسز ایونس۔ اور بہن سلمہ کراکسفورڈ و بیز احمد کرپس سلیمہ کرپس کو مل کر خوشی ہوئی۔ اللہ تعالےٰ ان کے اخلاص و محبت و ایمان میں ترقی دے۔ آمین ثم آمین۔ میرا ہمیشہ سے یہی خیال ہے۔ کہ ہم پورٹسمتھ میں جلدی ترقی کرینگے لوگ لنڈن کی نسبت اچھے ہیں۔

پورٹسمتھ سے میں باگنور۔ ڈاپلو اور ونٹور گیا اور سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کیا۔

لنڈن میں کام ۱۵۔ اپریل کو ڈاکٹر ہبرسی حسیطفے ایم سلیمان کا لیکچر احمدیہ مسجد میں زیر سرپرستی سلسلہ احمدیہ "عرب کی حالت قبل از بعثت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم" کے مضمون پر ہوگا۔ ان کے بعد کے ہفتوں میں خالد شلڈریک۔ محمد پل اور ڈاکٹر سالومن تقاریر کرینگے۔ دعوتی کارڈ اور ہینڈبل طبع ہو کر شایع کر دئے گئے ہیں۔ مقامی اخبار میں اشتہار نکل گیا ہے۔ انفرادی تبلیغ کا سلسلہ ملاقات کے ذریعہ شروع ہے۔ عزیز حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب اور ڈاکٹر محمد سلیمان از جنوبی افریقہ خوب حصہ لیتے ہیں۔ ہر دو نوجوان پوری محنت اور شوق سے تبلیغ کو اپنا فرض سمجھ کر کام کرتے ہیں۔ جزاھم اللہ۔ کھلی ہوا کی تقریروں کا سلسلہ شروع ہے۔ موسم گرما کا آغاز ہے اور لنڈن کی پارکوں میں رونق ہے۔ اور اللہ کی توفیق سے تقسیم لٹریچر اور تقریروں کا وسیع سلسلہ جاری کرنے کا ارادہ ہے۔

مذہبی دُنیا رُوس میں رومن کیتھولک کلیسیا پر سختیاں شروع ہیں۔ اور کلیسیا کے وحشیانہ مظالم کا بدلہ قدرت کے ہاتھوں سے اب لیا جا رہا ہے۔ رومانیا نے بھی رومن کیتھولک اور دیگر مسیحی و یہودی مذہبی سرگرمیوں کی سختی سے روک تھام کی ہے۔ ہندوستان میں آریہ سماج کے نئے جوش شدھی کی خبر اور امرتسر میں فساد کی اطلاع نے انگریزوں کو بتا دیا ہے۔ کہ ہندو مسلم اتفاق کا خیالی بت ٹوٹ چکا ہے۔ کمال پاشا ترکی امیر قوم۔ اب اپنی نئی جماعت مرتب کر رہا ہے۔ اور خلیفہ سے سلطنت و اختیار چھین لینے کی روش کو مداومت دینے کا حامی ہے۔ یگوسلافیہ کے مسلمانوں نے چند قائمقام قسطنطنیہ کے خلیفہ کو سلام کرنے بھیجے ہیں۔ مگر بوسنیا میں قائمقام کے انتخاب پر جھگڑا ہے۔ مسلمانوں کے مشہور سیاسی لیڈر ایم سپہوہ نے جو روش اختیار کی ہے اسے حکومت ناپسند کرتی ہے۔ اور تا حال بوسنیا کوئی شخص نہیں بھیجا جا سکا۔

مسلمانِ البانیہ نے ایک مذہبی مجلس کر کے ذیل کے عجیب و غریب ریزولیوشنز پاس کئے ہیں:۔

(۱) رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خلیفہ نہیں۔ اس لئے البانیا کے مسلمان اپنے مذہبی معتقدات میں آزاد اور اپنے لئے آپ مذہبی اجتہادات کرنے کے مجاز ہیں۔

(۲) نمازوں میں بجائے رکوع و سجود صرف قیام ہی کافی ہے۔

(۳) البانیہ کے مسلمان صرف ایک بیوی رکھیں۔

(۴) عورتوں کو پردہ کرانے کی رسم اڑا دی جائے۔

انگلستان کی پبلک کا پروٹسٹنٹ طبقہ ملک معظم کے پوپ سے ملنے جانے کا سخت مخالف ہے۔ اور ... [illegible]

فرقہ بہائی یورپ میں اپنے مرکز قائم کر رہا ہے۔

اس مذہبی کشمکش میں ہم اپنے محدود سامانوں کے ساتھ جو کچھ بھی حفاظت اسلام و اشاعت اسلام کے لئے ہو سکتا ہے۔ محض رضائے الٰہی کے لئے کر رہے ہیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

رمضان المبارک ۱۸۔ اپریل سے یہاں رمضان المبارک شروع ہوگا۔ اور حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب مسجد احمدیہ میں قرآن سنائینگے۔

اخبار احمدیہ

شکریہ میں نے عرض کیا تھا۔ کوئی صاحب مہمانخانہ احمدیہ بٹالہ کے نام الفضل جاری کرا دیں۔ اسپر اہلیہ بابو فضل احمد صاحب ہیڈ کلارک کیمبل کور راولپنڈی نے سات روپے منی آرڈر بھیج دئے ہیں اور ہم نے اخبار جاری کر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مجھے احباب سے شکایت ہے۔ یوں تو ہمارے دوست چاہتے ہیں کہ ہر جلسے ہر مباحثے کی خبر الفضل میں جلد سے جلد چھپ جائے مگر اس معاملہ میں ایڈیٹوریل سٹاف کی براہ راست امداد نہیں فرماتے۔ ابھی چند روز گذرے ہمارے مبلغین نے لاہور۔ گوجرات۔ سرگودہا تک دورہ کیا مگر سوائے گوجرات کے کسی نے رپورٹ نہیں بھیجی۔ اسی طرح ہر ہفتے کئی مقامات پر ہمارے مبلغ پہنچتے ہیں۔ اور وہاں لیکچر یا مباحثے ہوتے ہیں مگر کوئی رپورٹ الفضل کے نام نہیں آتی۔ حالانکہ میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ الفضل کا نام محکمہ تار میں رجسٹرڈ ہے۔ اور ۸ الفاظ صرف ۸ر میں پریس تار کے طور پر آ سکتے ہیں۔ کیا احباب یہ قلیل خرچ بھی نہیں کر سکتے۔

(مینیجر الفضل قادیان)

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۴ر جون ۱۹۲۳ء

اسلامی مبلغین کو بھرتپور ریاست میں کام سے روکنے کیلئے قانونی پیچ

اسلامی بیٹے آریہ بھیڑیوں کے چنگل میں

ریاست بھرتپور تحریک شدھی کی تائید میں

الفضل کی گذشتہ اشاعت میں ہم وہ تار شایع کر چکے ہیں۔ جو جناب چودھری فتح محمد خان صاحب سیال ایم اے احمدی امیر وفد المجاہدین قادیان متعینہ علاقہ ارتداد کی طرف سے ریاست بھرتپور کے تازہ فیصلہ کے متعلق ہمیں موصول ہوا تھا۔ ہم نے لکھا تھا کہ مفصل طور پر اگلی اشاعت میں بتائینگے۔ کہ ریاست بھرتپور کے عمال نے یہ فیصلہ کر کے کس طرح اسلامی مبلغین کے راستہ میں دیوار آہن کھڑی کر دی ہے ٭

اس میں شک نہیں کہ ہر ایک مذہب کے واعظوں کو لفظاً ضرور اجازت دی گئی ہے۔ کہ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ مگر "بشرطیکہ" کہکر اس عمومیت کو ایسا استبدادی پنجہ میں جکڑ دیا ہے۔ کہ اس حق سے صاف طور پر مسلمان مبلغ محروم کر دئے گئے ہیں۔ کیونکہ اب یہ بات پوشیدہ نہیں رہی۔ کہ ہندو حکام ریاست کا رویہ ابتدا ہی سے مسلمانوں کے خلاف رہا ہے۔ اور اب جب بھرتپور کے علاقہ میں کچھ غلطی خوردہ لوگ اپنی غلطی سے متنبہ ہو کر دوبارہ داخل اسلام ہوئے تو بعض ہندو حکام نے ظاہر ہو کر ان کو مجبور کیا اور اسلام سے برگشتگی کے اقرار نامہ پر دستخط لئے۔ اور انگوٹھے لگوائے۔

پس گو سب مذاہب کے مبلغوں کو کام کرنے کی اجازت ہے۔ مگر مجسٹریٹ کی اجازت لینے کی شرط نے بتا دیا۔ کہ سب مذاہب سے مراد صرف ہندو دھرم کے واعظ ہیں۔ جن کو وہاں کھلے بندوں اپنے مذہبی پرچار کی اجازت ہے۔ لیکن ان کو پہلے سے ریاست کی ہمدردی حاصل ہے۔ تو اب ان کو ہندو ریاست کے مجسٹریٹ اور افسر پولیس کی طرف سے اجازت ملنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیونکہ ریاست نے یہ فیصلہ اس وقت کیا ہے۔ جبکہ احمدی مبلغوں نے مرتد ملکانوں کو دوبارہ داخل اسلام کیا۔ اور ریاست کے حکام نے ان کے اس فعل کو ناپسند کر کے اس کو فساد قرار دیتے ہوئے اور آئندہ اس قسم کے انقلاب مذہبی کا سدباب کرنے کے لئے یہ حکم صادر کیا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ریاست کے عمال نے آریوں کے داخلہ پر اور ریاست میں شدھی کرنے اور دھوم دھام سے جلسے پر اس قسم کے احکام صادر نہیں کئے۔ اس کا مطلب ہی یہ ہے۔ کہ ریاست پسند کرتی تھی کہ اس علاقہ میں رہنے والے مسلمانوں کو ہندو بنا لیا جائے۔ اس لئے اس نے آریوں کی ہر قسم کی زیادتیوں اور جتھوں کی آمد و رفت اور ان کی اسلحہ کی نمائش اور ریاست کے پروہت کی موجودگی کا ڈھنڈورا وغیرہ ایسے ایسے افعال کو جائز قرار دیا۔ اس کے مقابلہ میں احمدی مبلغین نے کوئی نمائش نہیں کی۔ کوئی جھنڈے نہیں بنائے۔ نہ کچھ ہتھیاروں کی نمائش کی۔ مگر ریاست ان کے خلاف کھڑی ہو گئی۔ اور اسے ضرورت محسوس کی۔ کہ ایک قانون کا فیصلہ کرے۔ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ یہی کہ مسلمانوں کے راستہ میں مشکلات کھڑی کی جائیں۔ اور ہندوؤں کو بالکل آزاد کر دیا جائے۔

علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ شرط یہ رکھی گئی ہے کہ مبلغین وہاں قیام نہ کریں۔ باوجود حصول اجازت کے صبح جائیں۔ اور شام کو واپس آجائیں۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جو کچھ صبح سے شام تک مسلمان مبلغین بنائیں۔ اس کو شام کے وقت واپس آتے ہوئے اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالیں۔ اور رات کو ان لوگوں کی پاسبانی نہ کریں۔ جن کے ارد گرد ان کے ایمان کے دشمن منڈلاتے پھر رہے ہوں ٭

ایک اور عجیب و غریب شرط یہ ہے کہ یہ پابندی باہر سے آنے والوں پر ہے۔ کیونکہ ریاست کو یقین ہے۔ کہ باہر سے آنے والے مسلمان ہی ہو سکتے ہیں۔ جن کا درد دل ان کو اپنے دین سے برگشتہ کئے جانے والے بھائیوں کی حفاظت کے لئے پنجاب سے کھینچ کر وہاں لے گیا۔ ورنہ ہندو اپنا کام وہاں پہلے سے کر چکے ہیں۔ اس لئے ان کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔ اگر ضرورت ہے۔ تو مسلمانوں کو کہ اپنے بھائیوں کو غلطی سے آگاہ کریں لیکن انہی کو روکنے کے لئے ریاست نے قانون کو آڑ بنا لیا ہے۔ اور اس قانون سازی سے پہلے جو لوگ دوبارہ اسلام لا چکے ہیں۔ ان کو جبر و تشدد سے واپس کر لیا گیا ہے۔ آریہ پرچارکوں کو اگر بفرض محال اجازت نہ بھی دی جائے۔ تو ان کو ہندو دھرم پر قائم رکھنے والے بہت سے ہندو و آریہ اور سب سے بڑھکر مسلمانوں کے خلاف یہ قانون موجود ہے ٭

غرض ریاست بھرتپور کا یہ فیصلہ مسلمانوں کے خلاف ہے۔ اور یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے کہ

مسلمان حفاظت اسلام کا کام اس علاقہ میں سرانجام نہ دے سکیں۔ اور اپنے بردوں کو بھیڑیوں کے منہ میں دیکھیں۔ اور اپنے جذبہ ہمدردی اسلامی کو دونوں ہاتھوں سے اپنے سینہ کے اندر ہی بند کر کے مسل ڈالیں ریاست بھرتپور کا فیصلہ اپنے اندر اس جذبہ کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ جو مسلمانوں کے خلاف آج کل ہندوؤں کے سینوں کو تنور کی طرح مشتعل کئے ہوئے ہے ہمیں توقع تھی۔ کہ اس ہندو ریاست کے حکام اتنے تعصب سے اندھے نہیں ہو گئے ہونگے۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ ہمارا یہ خیال غلط تھا۔ کیونکہ یہ ایسا وقت نہیں ہے۔ کہ کسی ہندو دل سے مسلمانوں سے انصاف اور عدل کی توقع رکھنا طمع خام اور ایسی اُمید ہے جو کبھی بر نہ آنیوالی ہو۔ مگر اس وقت سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کا کیا فرض ہے۔ کیا وہ اس ظلم کو پسند کرینگے کہ محمد رسول اللہ کی طرف منسوب ہونیوالے ملکانے جو ہندو علاقوں میں آباد ہیں۔ اسی طرح بے پناہ چھوڑ دیئے جائیں۔ اور ان کی متاع ایمان کو اسی طرح لوٹ لینے دیا جائے۔ جس طرح بے وارث مال لٹ جایا کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں مذہبی اعتبار سے یہ وقت سخت نہیں۔ بلکہ بہت ہی سخت اور نہایت ہی ہیبت ناک طور پر سخت آیا ہے۔ سیاست کے متوالے اور سوراج کے گرویدہ مسلمان بتائیں۔ کہ وہ آنے والے سوراج میں کس بنا پر زندہ قوموں کی طرح حصہ دار ہو سکینگے۔ اگر ان کے جسم قومیت کے اسی طرح ٹکڑے ہوتے گئے اور وہ سب غیروں میں جذب ہو گئے۔ اگر اور نہیں تو سیاسی اعتبار ہی سے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس وقت کی نزاکت کو محسوس کریں۔ اور ہندوستان میں مسلمانوں کی حفاظت کی فکر کریں کیا تمام ہندی مسلمانوں کا فرض نہیں کہ وہ اپنے مستقبل کی فکر کریں۔

ہندو راجوں کا مذہبی جوش اور مسلمان اُمراء کی بے حسّی

ابھی بندرابن کانفرنس ہوئی اس میں ہندوؤں کے راجے مہاراجے اصالتاً یا وکالتاً شامل ہوئے۔ انھوں نے فیصلہ کیا۔ کہ مسلمان راجپوتوں کو اسلام سے چھین کر ہندو مذہب کے آغوش میں دیدیا جائے ہندو راجوں مہاراجوں کو کتنا جوش ہے۔ اگر ہندو اخبارات کے بیانات کو باور کیا جائے۔ تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہندو راجے عوام ہندوؤں سے زیادہ جوش و خلوص سے اس کام کے لئے بے تاب ہیں۔ بھرتپور کے واقعات تو پبلک میں آ چکے ہیں۔ لیکن دیگر ذی اثر راجے بھی اپنے اثر و رسوخ سے مسلمانوں کے ہٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مسلمان اُمراء اور نوابوں کو کیا ہو گیا۔ وہ کس بے خبری کے عالم میں ہیں۔ ہاں کہ ان کو آج راحت و مسرت اور عیش و کامرانی کے سامان بے پایاں میسر ہیں۔ لیکن ان کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جب ان کی قوم ہی مٹ جائیگی۔ تو ان کے یہ سامان کہاں رہینگے۔ وہ بیدار ہوں۔ اور اپنے معاصر ہندو رؤسا اور اُمراء کی حالت کو دیکھیں۔ اور سبق لیں۔ وہ بھی اپنی دولت سے لطف اُٹھاتے ہیں۔ مگر اپنی قوم کی اصلاح و فلاح سے بے خبر نہیں۔ لیکن آپ کو کیا ہو گیا۔ کیا آپ اسوقت بیدار ہونگے۔ جبوقت آپ کے قلعہ حملہ آوروں کے محاصرہ میں آ چکینگے۔ مگر اسوقت کی بیداری کس کام کی۔ یہ وقت ہے کہ مسلمان اُمراء۔ رؤسا اور غرباء اور سیاسی گروہ سب بیدار ہوں۔ اور اسلام کے کام کو سب سے مقدم سمجھیں کہ ان کا وجود اسلام سے ہے۔

ریاست بھرتپور کی داستان کب سے اخبارات میں چھپ رہی ہے۔ دیگر ہندو راجواڑوں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ قریباً سب کے سب اشدھی کے میدان میں اُترے ہوئے ہیں۔ اگر مہاراجہ سر نا ہر سنگھ آف شاہ پور بندرابن ہندو کانفرنس کی صدارت کرتا ہے تو دوسرے راجے مہاراجے بھی جوش و خلوص سے اس تحریک میں کام کرنے میں مصروف ہیں۔ ان کی نظیر اسوقت کے مسلمانوں میں ڈھونڈنا محض جستجوئے عبث ہے۔ ہمارے اس ریمارک سے حضرت نواب محمد علیخان صاحب آف مالیر کوٹلہ مستثنیٰ ہیں جنھوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان کے زیر ہدایات علاقہ ارتداد کا ایک لمبا دورہ پچھلے دنوں فرمایا۔ اور اب بھی خدمت دین کیلئے ہر وقت کمربستہ کھڑے ہیں۔

آریہ اخبارات کی ستم ظریفی

کیا ستیارتھ پرکاش اور دیگر آریہ لٹریچر کی موجودگی میں آریہ مسلمانوں کو بدزبانی کا طعنہ دے سکتے ہیں؟

آپ الفضل کے آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائینگے۔ کہ پنڈت دیانند نے اپنی قلم جہالت پاش سے تمام بانیان مذاہب کے متعلق کیا کچھ بدزبانیاں اور دریدہ دہنیاں کی ہیں۔ پنڈت جی مذکور نے نہ کرشن کو چھوڑا نہ رام کو نہ عیسیٰ کو چھوڑا نہ موسیٰ کو۔ اور سب سے زیادہ اگر کسی کو گالیاں دیگئی ہیں تو وہ نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں آپکی شان بلند میں اس شخص نے اس قدر بدزبانیاں کی ہیں کہ ان کے نقل کرنے کے لئے بھی خاص دل کی ضرورت ہے۔ یہ مختصر خاکہ ہے۔ ان اخلاق کا جس سے آریہ لوگ غیر مذاہب کے مقدسوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ان بدزبانیوں کی موجودگی میں تعجب ہے کہ ستم ظریف آریہ اخبار ان لوگوں کو جو جوابی طور پر آریہ مذہب کی حقیقت دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ بدزبانی اور گالی کا الزام دیتے ہیں۔

الفضل نے یا دیگر اسلامی اخبارات نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ آریہ اخبارات کی آنکھوں میں کھٹک رہے ہیں۔ کیا آریہ چاہتے ہیں کہ ہم آریوں کی گالیاں سنتے جائیں اور خاموش رہیں۔ اپنے مقدسوں پر آریوں کے سفیہانہ حملے ہوتے ہوئے دیکھتے رہیں۔ اور بے غیرتوں کی طرح چپ رہیں۔ اسلام اور مقدس بانی اسلام کی عزت پر بعض جاہل اور کمینہ لوگوں کو ہاتھ ڈالتے دیکھیں اور ان ننگ انسانیت بدزبان کو تنبیہ نہ کریں۔ اگر ان کی یہ خواہش ہے۔ تو وہ مایوس ہو جائیں۔ کہ ہم یہ بے غیرتی برداشت نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہم دعا کرتے ہیں کہ اس وقت سے پہلے ہمیں موت آ جائے۔ جو اللہ تعالیٰ کی شان بزرگ اور بانی اسلام کے متعلق بے غیرتوں کی طرح اعتراضات سنیں۔ اور بے جواب دئے بیٹھے رہیں۔ ✼

مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بدزبانی

منقول از "آریہ مذہب کی حقیقت" مصنفہ جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور قادیان

مذہبی آدمی اور سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ مگر اپنے بزرگوں کی اہانت اور گستاخی نہیں سن سکتے۔ سوامی دیانند جی نے جو مختلف بزرگان مذاہب کی شان میں سخت کلامی کی ہے۔ اسے پڑھکر یا سنکر ایکبار تو منجمد خون میں بھی حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم مختصر سی سوامی جی کی بد کلامی کو دل پر پتھر رکھ کر درج ذیل کرتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۲۳ باب ۱۱

شری مدبھاگوت کے مصنف کے متعلق سوامی دیانند کی درافشانی

واہ رے واہ بھاگوت کے بنانے والے لال بجھکڑ کیا کہنا۔ تجھکو ایسی ایسی جھوٹی باتیں لکھنے میں ذرا بھی حیا شرم نہ آئی۔ محض اندھا ہی بن گیا۔ بھلا ان پرلے درجہ کی جھوٹی باتوں کو وے اندھے پوپ در باہر اندر کی پھوٹی آنکھوں والے ان کے چیلے سنتے اور مانتے ہیں بڑے ہی تعجب کی بات ہے۔ کہ یہ انسان ہیں یا اور کوئی ان بھاگوت وغیرہ پرانوں کے بنانے والے پیدا ہوتے ہی کیوں نہ مر گئے۔ ماں کے پیٹ ہی میں ضائع ہو گئے یا پیدا ہونے کے وقت ہی مر کیوں نہ گئے "بانئے آریہ سماج کی سناتنی بزرگوں کے متعلق یہ درافشانی سناتنیوں میں مارے غصہ اور رنج کے رعشہ پیدا کرنے کیلئے کافی سے زیادہ ہے۔ اب کون غیور سناتنی ان باتوں سے آگاہ ہو کر آریہ سماج سے ہاتھ ملانے کیلئے تیار ہو سکتا ہے۔

جینیوں اور بدھوں کے بزرگوں کے متعلق آریہ سماج کی شستہ کلامی

ستیارتھ پرکاش ہندی دوسرا اڈیشن صفحہ ۴۲۹ و ۴۳۰ پر جینیوں اور بدھوں کے بزرگوں کے متعلق آپ لکھتے ہیں۔ "ان کے اچارج (بزرگ) سوارتھی (خود غرض) تھے۔ (بدھ مہاتما اور ان کے اور کئی بزرگ جو راج یا اور دنیوی جاہ و جلال کو چھوڑ کر سنیاسی بن دھرم پرچار میں لگ گئے۔ وہ آریہ سماج کے بانی کے نزدیک خود غرض تھے۔ کیسی دیدہ دلیری) پورن ودوان (کامل عالم) نہیں کیونکہ جو سبکی نندیا (برائی) نہ کرتے تو ایسی جھوٹی باتوں میں کوئی نہ پھنستا۔ نہ ان کا پریوجن (مطلب) سدھ ہوتا۔ . . . ان کے اچارج جانتے تھے کہ ہمارا مت پول پال ہے۔ جو دوسروں کو سنا دیں گے۔ تو کھنڈن (رد) ہو جائیگا۔ اس لئے سب کی نندا کرو۔ اور مورکھ جینوں (یعنی بیوقوفوں) کو پھنساؤ" کیا جینی اور بدھ بزرگوں کے متعلق آریہ سماج کے یہ ریمارک کسقدر سخت ہیں۔ کیا ان ریمارکوں کو کوئی جینی اور بدھ پڑھ کر کانپ نہیں اٹھیگا۔ اور کس طرح اس کے دل میں آریہ سماج کے لئے نیک خیال پیدا ہو سکتا ہے۔

سکھوں کے متعلق آریہ سماج کی مہذب کلامی

امرت سر کے لئے سکھ دوستوں کے دلوں میں جس قدر احترام اور عزت ہے وہ ایک ظاہر شدہ حقیقت ہے۔ اس کے متعلق سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش تیسرے اڈیشن کے باب ۱۱ صفحہ ۲۲۴ پر لکھتے ہیں "اس تالاب کا صرف نام ہی امرت سر ہے۔ جب کبھی جنگل ہوگا تب اس کا پانی اچھا ہوگا۔ اس لئے اس کا نام امرتسر رکھدیا ہو گا"

آریہ سماج کے نزدیک سکھ بت پرستوں سے بھی بڑھکر ہیں

ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ صفحہ ۴۵۶ پر سوامی دیانند جی لکھتے ہیں۔ "یہ بت پرستی تو نہیں کرتے۔ لیکن اس سے بڑھ کر گرنتھ (کتاب) کی پوجا کرتے ہیں۔ کیا یہ بت پرستی نہیں ہے۔ کسی بے جان چیز کے سامنے سر جھکانا یا اس کی پرستش کرنی تمام بت پرستی ہے۔ جیسے مورتی (بت) والوں نے اپنی دکان جما کر روزی کی صورت نکالی ہے۔ ویسی ہی ان لوگوں نے بھی کری ہے"

شری گورو نانک دیو کے متعلق آریہ سماج کی شستہ کلامی

شری گورو نانک دیو جی مہاراج کے متعلق بانئی آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش تیسرا ایڈیشن اردو صفحہ ۱۶۵ ہندی دوسرا ایڈیشن صفحہ ۳۵۶ پر لکھا ہے۔

"چاہتے تھے کہ سنسکرت میں بھی پگ اڑاویں (ٹانگ اڑاویں) یہ بات اپنی بڑائی عزت اور اپنی شہرت کی خواہش کے بغیر کبھی نہ کرتے۔ ان کو اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی جب کچھ خود پسندی تھی، تو عزت و شہرت کیلئے کچھ دمبھ (مکر فریب) بھی کیا ہوگا" اب غور طلب بات ہے۔ کہ شری بابا نانک صاحب ایسے درویش صفت اور عارف باللہ کے متعلق سوامی دیانند جی کا یہ کہنا کہ یہ شہرت کے بھوکے تھے۔ بے علم تھے۔ اور مکر بھی کیا کرتے تھے۔ کیا یہ الفاظ ناشائستہ سنکر سکھوں کے کلیجے چھلنی نہیں ہو جاتے۔ سکھ اور سب کچھ گوارا کر سکتے ہیں۔ مگر اپنے گورو کی نسبت گستاخی نہیں سن سکتے۔ سکھوں کے قلب میں گورو بہت عزت کے لائق ہے۔

گور گوبند دونوں کھڑے کس کے لاگوں پائے
بلہاری گور اپنے جن ست گور دئے ملائے

یعنی ایک چیلے کے سامنے گورو اور گوبند (خدا) دونو کھڑے ہیں۔ وہ اپنے دل سے سوال کرتا ہے۔ کہ مجھے کس کے قدم پکڑنے چاہئیں۔ تو اس کا دل اسے جواب دیتا ہے کہ تجھے تو گورو پر ہی قربان ہونا چاہیئے۔ جس کے ذریعہ سے تجھے گور (خدا) کے درشن ہوئے۔ اب وہ لوگ جن کے دلوں میں گورو کی یہ عظمت ہو ان کے لئے گورو نندا سننا بہت مشکل ہے۔ ان واقعات کی موجودگی میں کون غیور سکھ آریوں کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھا سکتا ہے۔ اس لئے بحیثیت خیر خواہ کے ہم آریہ سماج کو یہ نیک مشورہ دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے آریہ سماج کو ان مختلف

ہادیان مذاہب کی شان میں ان گستاخانہ الفاظ کو ستیارتھ پرکاش سے نکال دینا چاہیئے۔ اگر آریہ سماج اس تکلیف دہ حصہ کو ستیارتھ پرکاش سے نکال دے تو اس میں آریہ سماج کا کوئی حرج نہیں۔ اور اس کے بالمقابل مختلف مذاہب میں ایک پائیدار اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ جو بذات خود مفید اور نہایت قیمتی چیز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آریہ سماج کی سخت بے ادبی

دیسے تو مجید سے لیکر الناس تک قرآن مجید

پر جس پیرایہ میں سمولاس ۱۴ میں بانئے آریہ سماج کی طرف سے دل آزار نکتہ چینی کی گئی ہے۔ بذات خود وہ بہت معیوب ہے۔ مگر اس کے خاص خاص حصے تو اس قدر پایۂ تہذیب اور متانت سے گرے ہوئے ہیں۔ ممکن نہیں کہ کوئی مسلمان ان الفاظ کو سنے اور اس کے رونگٹے کھڑے نہ ہو جائیں۔ ہندی ستیارتھ پرکاش ایڈیشن دوم ص ۵۳۵ اردو ستیارتھ پرکاش طبع سوم ص ۶۱۱ "دیکھئے محمد صاحب کی لیلا یہ قرآن قرآن کا خدا اور مسلمان کیوں (صرف) بچھ بات اور دیا (محض تعصب اور جہالت) میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے مسلمان لوگ اندھیرے میں ہیں۔ اور دیکھئے محمد صاحب کی لیلا کہ جو تم میرا کچھ کرو گے تو خدا کچھ کرے گا۔ اور جو تم کچھ پات روپ پاپ (طرفداری کا گناہ) کرو گے اس کی رکھیا (حفاظت) بھی کروں گا اس سے سدھ (ظاہر) ہوتا ہے کہ محمد صاحب کا انتہ کرن (دل) شدھ نہیں تھا۔ اس لئے اپنا مطلب سدھ کرنے کے لئے محمد صاحب نے قرآن بنایا یا بنوایا ایسا ودت (ظاہر) ہوتا ہے۔"

اور دیکھو اردو ستیارتھ پرکاش چودھواں سمولاس ص ۶۲۷ مسلمانوں کا خدا شعبدہ بازوں کی طرح کھیل رہا ہے۔ پھر دیکھو ستیارتھ ص ۶۳۱ شعبدہ بازی کی جھلک دکھلا کر جنگلی آدمیوں کو قابو کر کے جنگلیوں کا خدا بن بیٹھا ہے۔"

اسی طرح ۷۱۷، ۸۱۸، ۷۲۰، ۷۴۴، ۷۴۲ صفحات پر اس دریدہ دہنی اور گستاخی و درشت گوئی سے کام لیا ہے کہ میں اسے نقل کفر کفر نباشد کے تحت میں بھی نہیں لکھ سکتا۔ کانگرسی مسلمانوں اور خلافت کمیٹیوں کے حامیوں کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا ایسے لوگوں کے ساتھ جن کی کتابوں میں ہمارے دو جہان کے شہنشاہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی گستاخی اور بے ادبی سے کام لیا گیا ہے۔ کہ جس کے سننے سے ایک مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ اب کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی غیرت مند مسلمان ایسے لوگوں کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھا سکے۔ مسلمان اور سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ مگر اپنے رسول مقبول کی توہین اور گستاخی نہیں برداشت کر سکتے۔

پھر ستیارتھ پرکاش ہندی دوم اڈیشن کے صفحہ ۱۰۰ پر حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب پر لکھا ہے "ایسی درودشا (ذلت) میں مرنے سے آپ خود قتل ہو کر یا سمادی چڑھا کر یا کسی اور طور سے جان چھوڑ دیتا۔ تو اچھا ہوتا۔ لیکن عقل بنا علم کیسے آوے" پھر لکھا ہے "سچ تو یہ ہے کہ یہ پیک عیسائیوں کی اور عیسیٰ ایشور کا بیٹا جنہوں نے بنایا وہ شیطان ہوں تو ہوں۔ کیونکہ نہ یہ ایشور کرت (خدائی) پستک (کتاب) نہ اس میں ایشور اور نہ عیسیٰ ایشور کا بیٹا ہو سکتا ہے۔

آریہ سماج کی ہادیان مذاہب پر یہ سخت نکتہ چینی اور توہین سے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں کبھی باہمی اتحاد کی لہر دوڑ سکے گی ہندوستان میں اتحاد کی ایک ہی راہ ہے۔ کہ آریہ سماج اس نکمی اور بھونڈی نکتہ چینی کو اپنی کتاب سے نکال دے۔ ہاں تہذیب سے نکتہ چینی کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔

ظہور امام مہدی

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اپنی کتاب "امام الزمان کی آمد" کے صفحہ ۲۱ میں حضرت امام مہدی کے ظہور کی مندرجہ ذیل علامت بیان فرمائی ہے۔ چونکہ یہ علامت پوری ہو چکی ہے۔ اس لئے خواجہ صاحب موصوف اور ان کے مریدین خصوصاً و عام مسلمان عموماً اس طرف توجہ فرماویں۔ کہ ان کے اپنے مانے ہوئے معیار کے مطابق حضرت امام مہدی کے ظہور کا زمانہ گذر چکا ہے۔ اس لئے وہ زیادہ دیر انتظار میں نہ رہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے سچے مامور حضرت امام مہدی جن کا ظہور قادیان ضلع گورداسپور میں ہو چکا ہے۔ اس پر ایمان لاویں۔ اللہ تعالےٰ انہیں توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

وہ مضمون یہ ہے۔

"حضرت مولانا حکیم شاہ محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفسر تفسیر غایۃ البرہان ساکن امروہہ ضلع مراد آباد نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھا ہے۔ کہ میں نے شیخ ابن عربی کا وہ رسالہ اپنی آنکھ سے دیکھا۔ جس میں لکھا ہے کہ حکومت عثمانیہ میں عبدالحمید خاں ثانی سلطان کی حکومت ۳۲ برس رہیگی۔ اس کے بعد وہ معزول ہوں گے۔ اور ان کے بعد ۸ برس کے عرصہ میں دو سلطان اور تخت نشین ہوں گے۔ کہ اتنے میں حضرت امام مہدی کا ظہور ہو جائیگا۔ سلطان عبدالحمید خاں غالباً ۱۸۷۶ء میں تخت نشین ہوئے تھے۔ اور ۱۹۰۹ء میں معزول ہوئے۔ اس حساب سے پورے ۳۲ برس کی حکومت ثابت ہے۔ ان کے بعد پہلے بادشاہ سلطان محمد رشاد ہیں۔ دوسرے ایک اور ہوں گے۔ پھر امام کا ظہور ہوگا۔"

مندرجہ بالا مضمون خواجہ حسن نظامی کی کتاب امام الزمان کی آمد میں سے لفظ بہ لفظ نقل کیا گیا ہے۔ واضح ہو کہ سلطان محمد رشاد کے بعد سلطان وحید الدین تخت نشین ہوئے۔ چاہیئے تھا کہ سلطان وحید الدین کے عہد میں امام مہدی کا ظہور ہوتا مگر سلطان وحید الدین بھی معزول ہو گئے۔ اور اب سلطان عبدالمجید خاں ہیں۔ مندرجہ بالا مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ ظہور امام مہدی ہو چکا۔ سو اب حق پسند طبیعتیں اس کا فکر کریں۔

خاکسار نیاز محمد احمدی از کراچی

آریہ اخبارات کی بد اخلاقیوں کے خلاف شریف الطبع آریوں کی آواز

مگر

آریہ اخبارات ابھی روش بدلنے کیلئے تیار نہیں

آریہ سماج وہ ہے جس نے اپنے پیدائش کے دن سے تمام مذاہب کے خلاف بدزبانیوں کے وہ وہ طوفان اُٹھائے ہیں۔ کہ ہندوستان کے مختلف الخیال باشندہ میں نفرت اور عداوت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے۔ انھوں نے کسی مذہب کے بزرگ کو نہیں چھوڑا۔ جس پر الزام نہ لگایا ہو۔ اور تو اور خود آریہ سماج کے شریف الطبع ممبروں نے بھی ان بدزبانیوں کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ چنانچہ آریہ اخباروں اور مقرروں کی عام روش بدلگامی کے خلاف چند بیانات شایع کرنا لازمی اور لابدی ہیں۔ جن سے معلوم ہو گا۔ کہ شریف الطبع آریہ بھی اپنے اخباروں اور مقرروں کے طریق کار سے نالاں ہیں:-

(۱) گورو کل کانگڑی کے سالانہ جلسہ پر ۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء کو جو آریہ کانفرنس ہوئی۔ اس کا مضمون "غیر مذہب والوں سے ہمارا برتاؤ تھا" اس مضمون پر پروفیسر رام دیو بی اے گورو کل نے کہا کہ "ہمارا طریقہ تحریر اور تقریر اس قدر ناموزون ہے کہ اس میں تبدیلی کرنے کی سخت ضرورت ہے"

(۲) آریہ پتر بریلی بابت ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے "ہمارے اُپدیشک و لیکچرار جو ہیں۔ بعض انہیں سے بھی اس بدعادت (فحش اور بدزبانی) کی زنجیر میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ ان کو دوران لیکچر میں خیال ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زبان مبارک سے کیسے الفاظ بے ساختہ نکال دیتے ہیں۔ جہاں مذہبی اور شائستہ و مہذب لوگوں کی جماعت موجود ہو۔ وہاں ایسے فحش الفاظ کا زبان سے نکلنا کیسی شرم کی بات ہے۔ کیا اسی پر ہم تہذیب اور شائستگی کا دعویٰ کر سکتے ہیں"

(۳) ویدک میگزین میں مہاشہ گھاسی رام ایم اے پلیڈر تحریر فرماتے ہیں:- "دشمن تو درکنار ہمارے اپنے بہت سے دوست بھی ہم کو اندھا دھند تقلید بے جا جوش اور زیادتی کا ملزم ٹھیرا رہے ہیں۔ غیر آریہ لوگوں اور ان کے مذاہب کی نسبت جو الفاظ ہم استعمال کرتے ہیں۔ وہ کسی صورت سے قابل ستائش نہیں کہلا سکتے۔ ہم ہر شخص کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارا چودہ پندرہ سال کا بچہ بھی جو کو ابھی دنیا مافیہا کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا۔ شنکر اچارج گوتم بدھ۔ اور یسوع مسیح جیسے بزرگوں لوگوں پر اعتراض اور ان کی عیب جوئی کرنے سے نہیں چوکتا۔ ہمارے اخبارات کی توجہ صرف ان لوگوں تک ہی محدود نہیں۔ جو مذہباً ہمارے مخالف ہیں۔ بلکہ ان کی نظر عنایت اپنے آریہ بھائیوں اور دوستوں پر بھی ہو رہی ہے۔ دوسروں کی معمولی کمزوریوں کو بڑے بڑے اخلاقی جرائم بنا کر دکھا دینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہو رہا ہے ہماری اعلیٰ درجہ کی صفت اسی میں رہ گئی ہے کہ ہم اپنے مخالفین کی سیاہ تصویر کھینچیں۔ اور ان کے ادنے نقائص کو قابل نفرت گناہ بنا کر دکھائیں۔ ہمارے اپدیشکوں کو جس بات سے زیادہ انس ہے۔ وہ یہ ہے کہ مخالف مذاہب کے معتقدات کو قابل اعتراض اور غیر مہذبانہ عبارت میں پیش کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں وہی لیکچرار کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ جو دوسرے مذاہب کے مسلمہ اور مقدس اصولوں کو موڑ توڑ کر پیش کر کے حاضرین کو ہنسائے۔ ہماری خوش طبعی اور مذاق اگر ہے۔ تو یہ کہ دوسرے مذاہب کی ہنسی اڑائیں۔ اور عجیب تر یہ بات ہے کہ ہم ان حرکات پر خوش ہوتے۔ اور اس کا نام ہماری اصطلاح میں صاف گوئی رکھا جاتا ہے۔ لیکچراروں کے علاوہ چونکہ ہمارے بڑے بڑے اہل قلم بھی جن سے ہمیں بہتر اُمیدیں رکھنی چاہیئے تھیں۔ عام مذاق کی پیروی کر کے تہذیب سے گرے ہوئے ہیں۔ اسلئے جو نقص ہماری تقریروں میں ہے۔ وہی تحریروں میں بھی موجود ہے۔ آپ آریہ سماج کا کوئی پرچہ اٹھا کر دیکھیں۔ تو یقیناً آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ایڈیٹر اور نامہ نگار سب کے سب دوسرے لوگوں کی عیب شماری اور نقص گیری کے معیوب کام میں مصروف ہیں۔ ہم اپنے بھجنوں کو دیکھیں۔ تو ان میں یا تو گالیوں کا لمبا سلسلہ ہوتا ہے۔ یا ہندو۔ مسلمان اور عیسائیوں کے معتقدات پر بیجا اور بے وجہ حملے ہوتے ہیں۔ لازم تو یہ تھا۔ کہ گاین ودیا کی مدد سے ہماری آتما پرماتما گیان حاصل کرتی مگر بجائے اس کے یہ بھجن ہم کو کمینگی کی طرف لے جا کر نفرت اور دشمنی کے دلدل میں پھنسا رہے ہیں۔ ان بھجنوں کے مصنف کچھ ایسے خود رفتہ اور عقل کے پتلے ہیں کہ نظم کے قواعد کا بھی پاس نہیں کرتے۔ اور میں اس شخص کا ممنون ہو جاؤں۔ جو ان بھجنوں کی تقطیع کر دکھاوے۔ غرض ان بھجنوں سے ہمارے ادنیٰ جذبات تو سیر ہوتے ہیں۔ لیکن غیر آریہ لوگوں کو ہم سے نفرت اور عناد ہوتا جاتا ہے۔ پھر ان بھجنوں نے ہم پر ایسا قابو پا لیا ہے۔ کہ ہمارے سالانہ جلسوں کی کامیابی کے لئے۔ ان کا وجود بھی قریباً اشد ضروری ہو گیا ہے۔ اور چونکہ ضرورت کا بہم پہنچانا ایک لازمی امر ہوتا ہے اسلئے ہمارے کتب فروشوں کی دکانوں میں بھجنوں کی کتابیں اس کثرت سے بھری پڑی

ہیں کہ دوسری کتابوں کو جگہ ہی نہیں ملتی بھجنوں کے شوق سے بھجن منڈلیاں بن گئی ہیں جو ہمارے سالانہ جلسوں پر آتی ہیں۔ اور سننے والوں کے دلوں میں نفرت کا بہر یلا بیج بوتی ہیں۔ ہم ان خبیث خواہشوں کے اسقدر تابع ہو گئے ہیں کہ گویا ہم میں خودداری اور حیا کا مادہ ہی نہیں رہا ہے بھلی شرم نہیں آتی۔ کہ ہم ایک تو اپنے لڑکے اور لڑکیوں سے بھجن گواتے ہیں پھر ان کے فعل کی تحسین کرتے ہیں۔ حالانکہ منوجی نے طالب علموں کو گانے اور ساز بجانے کی قطعی ممانعت کی ہوئی ہے ہاں اسمیں تو کلام نہیں کہ ہمارے لڑکے اور لڑکیوں کی اس چستی اور پھرتی سے ایک دلچسپ منظر پیدا ہو جاتا ہے۔ جسے اکثر والدین بھی محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔" (ماخوذ از جواب مسلمانوں کے بانی کی کہانی)

یہ ہیں آریہ اخبارات اور مصنف جن کی بداخلاقی کا رونا آج کے سرپر آور دہ بھی رو رہے ہیں۔ مگر کیا جن لوگوں کے بزرگوں کو آریہ سماج نے اپنی بدزبانیوں کا نشانہ بنایا ہے ان کا حق نہیں ہے کہ ان کے اعتراض کا جواب دیں۔ آریہ سماج اپنے رویہ میں تبدیلی کرنے کے لیئے تیار نہیں۔ بلکہ آریوں میں ان اخبارات اور ان کتب کو بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جن میں غیر مذاہب کو گالیاں دیگئی ہوں اور ان کے بزرگوں کی ہتک کی گئی ہو۔ اور آریوں کا جوش دشنام دہی اتنا ترقی کر گیا ہے کہ وہ ان کتابوں کے تراجم مختلف زبانوں میں شایع کرنے کے لیئے سرتوڑ کوشش میں مشغول ہیں۔ جنمیں دیگر مقدس بانیان مذاہب کے اخلاق پر ناپاک اور سفیہانہ حملے گئے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ آریہ سماج یہ روش اختیار نہ کرتا۔ اگر ان کے مذہب میں خوبیاں ہوتیں۔ ان کے مذہب کا خوبیوں سے بے نصیب ہونا ہی موجب ہوا ہے اس امر کا کہ وہ غیر مذاہب میں عیب نکالیں لیکن اس سے انکی بڑائی ثابت نہیں ہو سکتی۔ یہ ہزار گالیاں دیں۔ اس سے خود ہی بدنام اور بداخلاق ثابت ہونگے۔ سو ان کی گالیوں سے تنگ آ کر اگر کوئی اخبار ان کے مذہب کے صحیح طور پر دنیا میں پیش کرتا ہے تو اس سے انکو اس اخبار پر خفا نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ انہی کے اعمال کی پاداش ہے۔

ریواڑی میں اسلام کی شاندار فتح

آریوں کو شکست فاحش نصیب ہوئی

جیسا کہ اخبارات میں آریہ سماج ریواڑی کی طرف سے اعلانات ہوئے تھے۔ کہ ۳-۴-۵ر جون کو ریواڑی میں آریہ سماج ریواڑی کا پہلا سالانہ جلسہ ہوگا۔ اور بڑے بڑے عبِدوان پنڈت سوامی۔ مہاشہ آئینگے جنمیں سے سوامی سشردھانند جی۔ مہاشہ چاندکرن شاردھا جی اجمیری۔ شری پنڈت رامچندر جی آریہ مہاپدیشک۔ مشہور و معروف مناظر آریہ سماج قابل ذکر ہیں۔ راقم الحروف مئی کے آخری ہفتہ میں لاہور جو انجمن اصلاح المسلمین ریواڑی کا مرکز ہے۔ ضروری کام کی غرض گیا ہوا تھا میرے نام ریواڑی سے خط پہنچا کہ آریہ سماج ریواڑی نے مسلمانوں کو دعوت دی کہ وہ مذہبی مناظرہ کریں۔ وید و قرآن کا مقابلہ کیا جائے۔ اس خط پر اخبارات کے اعلانات سے یقین ہوا۔ کہ کچھ بعید نہیں کہ آریہ سماج ریواڑی یہ سمجھ کہ ریواڑی میں کوئی ایسا مولوی مقامی نہیں ہے کہ مقابلہ پر آسکے۔ اور ہماری روبہ بازیوں سے بازی لے جاسکے۔ اور درحقیقت ریواڑی میں پرانے خیال کے ایک دو مولوی ہیں۔ جن کی تمام ترقابلیت علمیت لیاقت اور وقت مسلمانوں کی تکفیر بازی میں صرف ہوتا رہتا ہے۔ اور اغیار کے مقابلہ میں انکی تمام قلم کاغذ دوات کی روشنائی دماغی طاقتیں سب کی سب محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آریہ سماج نے خیال کیا تھا کہ جو منہ میں آئے گا کہینگے۔ اور کوئی یہ پوچھنے والا نہ ہوگا کہ جھوٹ کہتے ہو یا سچ۔ میں نے خط کے موصول ہونے پر مسلم اخبارات میں فی الفور مسلمان مناظرین و مقررین سے اپیل کی۔ کہ ہر مسلمان مقررہ مناظر کا فرض ہے کہ وہ ریواڑی وقت مقررہ پر پہونچیں اور خاصکر احمدی جماعت لاہوری و قادیانی غازی محمود دہرمپال۔ مولوی احمد سعید صاحب سے اپیل جن مخاطب کرکے اپیل کیا۔ الحمدللہ میری اپیل پر سب سے پہلے لبیک قادیانی احمدی جماعت نے کی۔ اور مولوی عبدالرحمن صاحب مصری پروفیسر احمدیہ سکول قادیان مسلم اڈٹ لک لاہور میں اپیل پڑھکر اپنی جماعت کے امام کی جانب سے عازم ریواڑی ہوئے۔ اور ۲ر جون کو ریواڑی تشریف فرما ہوگئے مگر بعد مباحثہ ۴ر جون کو مولوی عصمت اللہ مبلغ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور اور ۵ر جون کو مولوی محمد علی صاحب ہیڈ مبلغ جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام لاہور و مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی (۳ر جون کو) وغیرہ بھی اپنے اپنے مقاموں سے چلکر ریواڑی پہونچے۔ راقم الحروف بھی لاہور سے روانہ ہو کر ریواڑی پہنچ گیا۔ مگر ریواڑی آ کر معلوم ہوا۔ کہ آریہ سماج ریواڑی نے یہ شرط اپنے مشتہرہ اعلان میں رکھی ہے۔ کہ مناظرہ کیلیئے کسی مذہبی جماعت کی طرف سے چار یوم پہلے اطلاع دینی چاہیئے۔ اس سے مناظرہ کا رُخ اور چیلنج کی شکل و صورت ضرور پائی جاتی تھی۔ مگر شرط کے نقاب میں پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی گئی تھی

ریواڑی کی ذمہ دار جمعیت نے اس گول مول چیلنج کو اور نقاب پوش دعوت کو چھیڑنا اور قبول کرنا مناسب نہ خیال کیا۔ مگر آریوں نے اپنی عادت دیرینہ کے مطابق ۴ و ۵ جون کی درمیانی شب میں دہائیاں دیتے ہوئے مسلمانوں کو اور مولوی عبدالرحمن صاحب مصری پروفیسر احمدیہ سکول قادیان کا نام کھلم کھلا لے کر چیلنج دیا کہ وہ آئیں اور آن کر ویدوں کی تعلیم کو ناقابل عمل ثابت کریں۔ ورنہ قرآن کی تعلیم کو عالمگیر ثابت کریں۔ اور ہم آج دیکھتے ہیں کہ کس طرح مسلمان مولوی ویدوں کا کھنڈن کرینگے۔ اور ایسے ناپاک اور رکیک حملے اسلام پر اور مسلمانوں پر کیئے۔ کہ اگر مسلمان اپنی عادت کے مطابق اور اسلامی و قرآنی تعلیم کے موافق صبر و تحمل ضبط و برداشت سے کام نہ لیتے۔ تو خبر نہیں آریوں کی اس ناعاقبت اندیشی کا کیا حشر ہوتا۔

۴ر جون کی صبح کو مسلمانان ریواڑی کی طرف سے رات کے چیلنج کے متعلق ریواڑی کے آریہ سماج کے سکرٹری سے گفتگو ہو کر شرائط مناظرہ طے پائیں۔ اور تین بجے شام سے ۵ بجے تک وقت مناظرہ کیلیئے دیا گیا۔

اسی وقت دہلی سے شری پنڈت رامچندر جی آریوں کے سرمایہ ناز اپدیشک و مشہور و معروف مناظر آئے۔ اور مسلمانوں کی طرف سے مولوی عبدالرحمٰن صاحب احمدی قادیانی مناظرہ کے لئے پیش ہوئے۔

چونکہ آریہ سماج نے مولوی صاحب ممدوح کا نام نامی مسلمانوں کو چیلنج دیتے ہوئے۔ بالخصوص لیا تھا آپ وہاں موجود تھے۔ اس لئے مسلمانوں نے آریوں کے چیلنج کو قبول کیا۔ اور مولانا مصری مسلمانوں کی طرف سے آریوں کے مقابلہ میں مناظرہ کیلئے پیش ہوئے پنڈال ہندو مسلمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا تقریباً پانچ ہزار کا مجمع تھا۔ مولوی صاحب نے آریوں کے چیلنج کے موافق ویدوں پر چند اعتراضات کئے اور آریہ سماج کی طرف سے شری رام چندر جی دہلوی اکھاڑے میں خم ٹھونک کر کودے۔ اگر تمام کیفیت مناظرہ کی بالتفصیل اس جگہ لکھی جائے۔ تو اخبارات کے کالم میں اتنی گنجائش نہیں ہے۔ کہ سما سکے۔ موٹی موٹی باتیں دو ایک مشتے نمونہ از خروارے اس جگہ درج کرتا ہوں۔ تفصیلی کارروائی روئداد مناظرہ رسالہ کی شکل میں انشاء اللہ شائع کرنے کی کوشش کروں گا وما توفیقی الا باللہ۔ مناظرہ کے لئے دو گھنٹہ دیئے گئے تھے۔ اور دس دس منٹ کے بعد ایک سوال کا یا اعتراض کا جواب مجیب دیتا تھا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب احمدی قادیانی نے ویدوں پر اعتراضات کرتے ہوئے۔ پہلا اعتراض یہ کیا کہ وید کی ہستی ہی مشکوک اور مشتبہ ہے۔ اس لئے کہ آریہ سماج کا دعوےٰ ہے۔ کہ وید چار کتابوں کے مجموعہ کا نام ہے لیکن سوامی دیانند کی تحریروں سے اور خود وید اور برہمنوں کے حوالوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وید محض تین کتابیں ہیں۔ چوتھی ندارد۔ مگر آریہ سماج چار ویدوں کی ہستی کا دعوےٰ بڑے زور شور سے کرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ وید چار ہیں۔ یجروید۔ سام وید۔ رگوید۔ اتھروید مگر ہم کہتے ہیں کہ اتھروید کا ذکر ان تینوں ویدوں میں مطلق نہیں پایا جاتا۔ اور اگر کہیں چلے تو میں آج تمام آریہ ورت کا آریہ سماجوں اور ویدوں کے پیرو کاروں کو بڑے دعوے سے بلاخوف تردید چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ ثابت کریں کہ اتھروید کا نام یا ذکر کہیں ہر سہ گانہ ویدوں میں آیا ہو اور اتھر لفظ اتھروید کے معنوں میں کہیں آیا ہو۔ سام وید میں رگوید میں یجروید میں ان تینوں ویدوں میں کسی جگہ اس اتھروید کا ذکر خیر کیا گیا ہو۔ تو براہ مہربانی وہ مجھے دکھائیں یا بتائیں۔ بار بار کے مطالبہ سے مجبور بڑی مشکل سے یجروید سے ایک حوالہ نکالا اور پنڈت جی نے اچھلکر فرمایا کہ یہ لو یہ حوالہ یجروید بھاش میں سے دیا گیا تھا۔ پنڈت جی پڑھکر سنانے لگے مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ پشتک میرے حوالہ کرو۔ مولوی صاحب کے بار بار اصرار سے مجبوراً کتاب دی گئی۔ یجروید کا ترجمہ تھا جو سوامی دیانند صاحب نے کیا تھا۔ مولوی صاحب نے پڑھکر فرمایا کہ پنڈت جی ابھی تو دن ہے۔ آفتاب غروب نہیں ہوا ابھی سے حاضرین کو اور خود مجھکو دھوکہ دینے کی کوشش کرنی شروع کردی۔ دن دہاڑے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکتی ہو۔ اس لفظ اتھروں کے معنے خود آپ کے اور آریہ سماج کے گرو سوامی دیانند جی نے اہنسک یعنی بےضرر کئے ہیں۔ یا تو یہ فرمائیے کہ سوامی دیانند جی نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ اور وہ سنسکرت کے فاضل نہیں تھے۔ جیسا کہ آپکی عادت ہے۔ کہ ہر ترجمہ ترجمہ کو غلط غیر مستند کہکر جان بچانے کی کوشش کرتے ہو اسے بھی انکار فرما دیجئے۔ کہ سوامی جی کے ترجمہ کو اب نہیں مانتے ہیں۔ مگر پنڈت جی مرغے کی ایک ہی ٹانگ کہتے رہے لیکن حاضرین جلسہ نے سمجھ لیا کہ چوتھا وید ندارد ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ خود سوامی دیانند صاحب نے وید گیان حاصل کرنے کیلئے ہر وید کو ۱۲ سال کا زمانہ دیا ہے۔ اور ۳۶ سال وید کی تکمیل کیلئے مقرر کردئیے ہیں۔ سام وید۔ یجروید۔ رگوید بارہ تیا چھتیس ۳۶ ہوگئے مگر کہیں اتھروید کا نام بھی نہیں لیا۔ تو معلوم ہوا کہ وید تین ہیں چار نہیں۔ کیونکہ چوتھی کے پڑھنے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کا جواب پنڈت جی نہ دے سکے۔ اور دفع الوقتی کیلئے ایسی تاویلیں بیان کیں جس سے مسلمان سمجھدار اور ہندو دونوں ہنستے تھے۔

مولوی صاحب نے برہمن وید کی ہستی بھی مشتبہ اور مشکوک بتائی اور فرمایا کہ برہمن وید کی ہستی ویدوں کی طرح مشتبہ اور مشکوک و ظنی ہے۔ سناتنی عالم اور ان کی تمام مذہبی کتابیں برہمن کا نزول صرف ایک شخص برہما مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان چاروں کی نسبت جنکو آریہ لوگ رشی اور الہامی وید کہتے ہیں یعنی اگنی وایو۔ ادیتہ۔ انگرا کو عناصر مانتے اور جانتے رہے ہیں۔ اور عقل و قیاس بھی اسکو قبول کرتا ہے۔ کہ برہما ایک شخص کا نام ہے۔ اور طرفین بھی برہما کی ہستی کو ایک ہی تسلیم کرتے ہیں مگر ان ہستیوں کی نسبت جنکو آریہ سماج نے ہستیاں بقول خود بنایا۔ کہ اگنی۔ وایو۔ آدیتہ۔ انگرا رشی گذرے ہیں۔ لہٰذا برہمن وید میں یہی شخص ہیں۔ کوئی پتہ وید سے نہیں چلتا ہے کہ یہ ان مہاتماؤں کے اوصاف کیسے تھے۔ اور ان کا کیرکٹر اعلیٰ تھا یا ارزل۔ کچھ پتہ نشان نہیں ملتا ہے وید ہی ان بزرگواروں کے متعلق خاموش نہیں۔ بلکہ ہندوؤں کی تمام کی تمام دھارک پشتکیں کچھ نہیں بتا سکتیں۔ اب آج پنڈت جی بتادیں تو کرپا ہوگی۔ اور آریہ سماج پر بہت بڑا احسان فرمائینگے۔ اور ہم کو بھی اطمینان ہو جائیگا۔ یہ ایسی زبردست اور مضبوط گرفت تھی کہ پنڈت جی کو اپنے بچاؤ کی فکر سوجھی اور مسئلہ زیر بحث کو چھوڑ کر لگے قرآن پر خواہ مخواہ اعتراض کرنے جناب صدر کو توجہ دلائی گئی۔ کہ پنڈت جی اصلی بحث کو چھوڑ کر اپنی ندامت مٹانے کیلئے اور ہندوؤں کو حق ناحق میں امتیاز کرنے کیلئے ایسا کر رہے ہیں۔ آخر کو جب کچھ اسپر بھی عمل نہ ہوا۔ تو گھڑی دیکھکر گھنٹی بجا دی گئی۔ کہ مناظرہ کا وقت پورا ہو گیا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری قادیانی کی طرف سے جوابی تقریر ہوئی۔ جو پانچ منٹ کم چھ بجے ختم ہو گئی۔ اور آخر میں پبلک نے بھری مجلس میں بے ساختہ یہ کہدیا کہ بھائیو حق تو یہ ہے کہ مولوی نے پنڈت کو کھلی شکست دیدی مسلمان اٹھکر اپنے اپنے گھروں کو اسلام کی فتح کی خوشی کے نعرے لگاتے ہوئے واپس ہوئے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مصری احمدی قادیانی اور رضاکار احمدی جماعت قادیان کا سکہ ریواڑی کے ہندو مسلمان دونوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ دوسرے دن مولوی صاحب موصوف کو بڑے اعزاز و اکرام سے رضاکاران اور خاص و عام مسلمانان ریواڑی نے اسٹیشن ریواڑی سے رخصت کیا جس وقت گاڑی اسٹیشن ریواڑی سے روانہ ہوئی اللہ اکبر کے نعروں سے تمام پلیٹ فارم اور اسٹیشن گونج اٹھا۔ اس وقت لوگ

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

میسرز رام داس اگروال اینڈ برادرس لاہور کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ لکڑی کے بیکار سلیپروں اور ان کے ٹکڑوں کی ایک بڑی تعداد کو جو سیالکوٹ سٹیشن پر پڑے ہیں۔ بتاریخ ۲۱ جون ۱۹۲۳ء بروز جمعرات ساڑھے سات بجے صبح نیلام عام کے ذریعہ فروخت کریں۔ فروخت کے قواعد و شرائط نیلام کے وقت [illegible]

دفتر صاحب کنٹرولر آف سٹورز مغلپورہ (لاہور) مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۳ء

سی۔ ایف لینجر
کنٹرولر آف سٹورز
نارتھ ویسٹرن ریلوے

سب سے بڑی نعمت

احمدیت سب سے بڑی نعمت ہے جب خدا کے فضل سے یہ حاصل ہو جاتی ہے۔ تو سب سے زیادہ آرزو یہ ہوتی ہے کہ میرا فلاں دوست احمدی ہو جائے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اگر سلسلہ احمدیہ کی تمام کتابیں اسکو پڑھنے کے واسطے دیدیں تو ایک سعید روح ضرور اس سے مستفید ہو کر احمدی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ بڑی مشکل بات ہے۔ کہ ہر احمدی کے پاس تمام کتابوں کے اسقدر نسخے ہر وقت موجود رہیں کہ وہ ہر شخص کو کتابیں دے سکے۔ اور اگر ایسا ممکن بھی ہو تو پھر ہر شخص ان تمام کتابوں کے انبار کو پڑھنا کس طرح گوارا کریگا۔ اس لئے اس کا علاج یہ ہے۔ کہ آپ ایک جلد کتاب محقق منگوا لیجئے جس میں صداقت احمدیت پر ۱۳۰ دلائل درج ہیں۔ اور اسکی تردید کرنیوالے کو ۱۳۰ روپیہ انعام بھی مقرر ہے یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی تمام کتابوں کا عطر ہے۔ جیبی تقطیع کے قریباً [illegible] صفحے ہیں تاکہ ہر وقت ہر احمدی کی جیب میں رہ سکے اس کے ذریعہ مناظرہ کیجئے تبلیغ کیجئے۔ اور جسکو دل چاہے تحفہ دیجئے قیمت [illegible]۔ منیجر [illegible] دعوت الاسلام دہلی

عینک سے بچاؤ

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اول حکیم نورالدین صاحب رضی

یہ سرمہ گکروں کے لئے۔ ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ نظر کمزور ہو۔ ان کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ عہ تولہ۔

ممیرا پانچ روپیہ تولہ۔ ترکیب استعمال صبح شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں۔ اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو۔ بشرطیکہ اس نے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو۔ سرمہ واپس کر دے۔ میں اس کی قیمت واپس کر دوں گا اس کے مجرب ہونے پر چھ شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں۔

(۱)

میں نے جناب سید احمد نور صاحب احمدی مہاجر کابل قادیان کا سرمہ آزمایا۔ اور بفضلہ تعالےٰ بہت ہی مفید پایا۔ نیز حضرت والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالےٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں۔ اس سرمہ سے ان کو غیر معمولی فائدہ ہوا۔

محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل۔ منشی فاضل)

(۲)

میں نے سرمہ ممیرا بھائی احمد نور مہاجر قادیان سے لیکر دو ہفتہ تک استعمال کیا۔ اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے پڑھ لکھ سکتا ہوں۔ نہایت ہی مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں۔ نہایت عمدہ سرمہ ہے

الہ دین احمد سابق گزہانگ کانگ توپ خانہ جنگی حال

(۳)

میں نے ۱۹۱۶ء میں شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگوائی تھی۔ اور ۱۹۱۹ء میں جناب احمد نور سے سرمہ درجہ اول لے کر استعمال کیا۔ اور خاکسار نے عینک کو اتار دیا ہے۔ اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں۔ خاکسار محمد علی احمدی کلیا تپوری ضلع لائل پور ڈاکخانہ گگو ماہل کمساب۔

(۴)

میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خریدا۔ جسکو میں نے بہت مفید پایا۔ اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر کئی جگہ استعمال کیا۔ سب نے اس کی تعریف کی۔ یہ سرمہ بہت عمدہ ہے۔ اور قابل قدر ہے۔ عبدالرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان۔ [illegible]

(۵)

احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ممیرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا تھا۔ بحکم خدا اب بالکل آنکھیں اچھی ہیں۔ اور نظر بالکل کامل ہو گئی ہے۔ سو میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔ خادم حضرت خلیفہ ثانی شبراتی دربان

(۶)

میں نے سرمہ ممیرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب کابلی ثم قادیانی خود استعمال کیا۔ اور نیز اپنے عزیز رشتہ داروں کو بغرض استعمال دیا۔ میں نے اس سرمہ کو مفید پایا۔ نیز آنکھوں میں جلن ہوا کرتی تھی۔ جو خدا تعالےٰ کے فضل سے اس سرمہ کو ایک ہفتہ استعمال کرنے کے بعد دور ہو گئی ہے۔ فقط۔ فضل کریم اسسٹنٹ اکاونٹنٹ جنرل حیدر آباد دکن۔

ست سلاجیت

بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ سے استعمال کریں۔

قیمت قسم اول عہ فی تولہ۔ قسم دوم ۸ر فی تولہ

سید احمد نور احمدی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

علاقہ ارتداد میں دو سرگرم مخلص خدام اسلام

یوں تو اپنے بھی ہیں جو ہر جائز طریق پر خدمت اسلام کے لئے ہر وقت آمادہ و تیار رہتے ہیں۔ اور باوجود ہر قسم کے سامان راحت رکھنے کے گرم علاقہ میں دوپہر کے وقت اپنے ہاتھ سے مبلغین کی گاڑی ہانکنے میں اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں میں خان صاحب دو لت شیر خاں صاحب و عبدالغنی خاں صاحب رؤسا موضع راریٹی ضلع ایٹہ ہیں۔ جو کہ باوجود ایک متمول رئیس و زمیندار ہونے کے اور ہر طرح کے سامان آسائش مہیا رکھنے کے بھی کئی دفعہ مہوش اور متھرا میں سخت گرمی کے وقت میں ہماری مدد کے لئے ہمارے ساتھ جاتے رہے۔ اور ایک روز بلا مبالغہ تمام دن عبدالغنی خان صاحب نے اپنے ہاتھوں سے سواری کے بیل ہانکے۔ جس پر کہ سوار ہو کر ہم لوگ مذکورہ بالا گاؤں میں وہاں کے لوگوں کو وعظ کرنے کیلئے گئے ان دردمند خدام اسلام کا نمونہ نہ صرف ملکانوں کے لئے بلکہ دوسرے مسلمان رئیسوں اور زمینداروں کے لئے بھی قابل تقلید ہے۔ اللہ تعالے ان صاحبان کے دین و ایمان مال و عزت میں برکت دے۔ اور اپنے دین کی خدمت کے لئے زیادہ جوش و خلوص عطا فرمائے۔ والسلام خاکسار چودہری نثار احمد احمدی سابق متعلم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

النظر

شرائط الدخول فی الجماعۃ الاحمدیہ اس نام کا ایک عربی ٹریکٹ جناب شیخ محمود احمد صاحب احمدی مبلغ مصری کی طرف سے ہمیں بغرض ریویو جناب ناظر صاحب تالیف و اشاعت کی معرفت ہمیں موصول ہوا ہے۔ یہ پندرہ صفحہ کا چھوٹے سائز کا عمدہ ٹائپ اور اعلیٰ کاغذ پر چھپا ہوا رسالہ ہے جس میں دس شرائط بیعت اور فرائض الجماعۃ الاحمدیہ وغیرہ مضمون درج ہیں۔ اس کی طباعت کا خرچ جناب شیخ محمد سعید یوسف صاحب نے ادا فرمایا ہے۔ احباب انکو بھی کچھ کا پیاں خرید کر کے اپنے عربی بھائیوں میں تقسیم کرا کر اشاعت اسلام میں

میں سلسلہ حقہ کے ذوق سے مکمل و حق پہلوؤں اس کے متعلق صحیح [illegible] ناظر صاحب یا ناظر صاحب تالیف و اشاعت

جماعت احمدیہ قادیان اور فتنہ ارتداد

ہندو ریاستوں میں مسلمانوں پر ظلم

ہندوستان کے مسلم پریس کا متفقہ فرض

عنوان تحت عنوان سے ایک ہمدرد ست ایڈیٹر معاصر کشمیری میگزین نے اپنی ۱۴ جون کی اشاعت میں شائع کیا ہے جو حسب ذیل ہے۔ (الفضل)

فتنہ ارتداد میں بعض ہندو والیان ریاست کی شمولیت اور ان کی ہمدردی آمیز تاروں نے ہندو ریاستوں کے ادنےٰ دادنےٰ اہلکاروں کو یہ جرأت دلادی ہے۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ جس قسم کا چاہیں۔ وہ برے سے برا سلوک کر سکتے ہیں۔ ابھی چند روز ہوئے خبر چھپی ہے۔ کہ گونڈل میں ایک ولی اللہ کی قبر کو رات کے بارہ بجے کھودا گیا بعرفت ایک مجاور وہاں موجود تھا اس کو جان سے ہلاک کر دینے کی دھمکی دے کر خاموش کر دیا گیا۔ پولیس نے ان لوگوں کے رستے روک رکھے تھے۔ جو مزار کی طرف آنا چاہتے تھے۔ چنانچہ کوئی مسلمان مزار تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ تمام مسلمانوں کو خبر ہو گئی۔ اور وہ اکٹھے ہو کر آئے تو مزار کو ڈھانے والے ہندو سنگٹھن کے دلدادہ بھگوڑے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے وزیر ریاست کے پاس داویلا کیا۔ اور کہا کہ موقعہ پر چل کر دیکھو۔ مزار کا کیا حال کیا گیا ہے۔ وزیر نے پہلے تو ملاحظہ کا وعدہ کیا بعد میں عدم فرصتی کا بہانہ کر کے ٹالدیا۔

اسی طرح بھرت پور کے اہلکار رفتہ تعصب میں اندھے ہو کر مسلمانوں پر تشدد اور سختی کر رہے ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ قادیانی احمدی مبلغین کس خلوص اور تڑپ سے علاقہ ارتداد میں اپنے ان بھائیوں کو جو غیر مسلموں کے خوف و تشدد اور لالچ اور طمع سے اسلام کو چھوڑ رہے ہیں۔ محض اپنے اخلاق حسنہ سے بغیر کسی تشدد اور لالچ کے پھر اسلام میں واپس لا رہے ہیں۔ ریاستی اہلکاروں نے ان مبلغین کو طرح طرح سے تنگ کیا۔ ان کو دھمکیاں دیں۔ بلکہ ان کے ساتھ سختیاں بھی کیں۔ مگر اسلام کے ان خدام نے باوجود ہر قسم کا تشدد برداشت کرنے کے خدمت اسلام اور تبلیغ کے فرائض کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ہندو وزیر ریاست کے پاس جب مبلغین نے ہندو اہلکاروں کے تشدد کی شکایت کی کہ وہ ہمارے مذہبی معاملات میں دخل دیتے ہیں۔ اور یہ خبر مسلمانوں کو ۔ چوٹی رکھنے اور جنیو پہننے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور راج پروہت خود ان کاموں میں گہری دلچسپی سے حصہ لے رہا ہے تو وزیر صاحب نے ان سب باتوں کی تردید کر دی اور کہا۔ کہ ریاست تمہارے مذہبی معاملات میں کبھی دخل نہ دیگی۔ مگر اب جبکہ ریاست کے ایک موضع اکرن کے تمام باشندے احمدی مبلغین کی کوششوں سے پھر حلقہ بگوش اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ تو ریاست کے اہلکاروں خصوصاً اس علاقہ کے ہندو تھانیدار کے مذہبی تعصب کا پارہ انتہائی درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ اور وہ مبلغین اور کمزور نومسلموں کو اپنے تعصب کا شکار بنا کر ان سے ہر قسم کی سختی کر رہا ہے۔ اور کمزور نومسلموں سے اس قسم کا بیان دلوا رہا ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ لوگ سختی اور جبر اور طمع مال و زر کی وجہ سے مسلمان ہو رہے ہیں۔ حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ ہندو ریاست ہندو اہلکاروں سے بھری ہوئی اور وہاں مسلمان سختی اور جبر کریں۔ اور پھر طمع اور لالچ روپیہ پیسہ کا وہ لوگ دیں۔ جو خود زمین پر سوتے۔ اپنے ہاتھ سے اپنا کھانا پکاتے اور کئی کئی میل اس تپتے ہوئے موسم میں پاپیادہ سفر کر رہے ہیں۔ مسلمان مبلغین جب پولیس کے طرز عمل اور کمزور نومسلموں کے بعض بیانات پر اعتراض یا نکتہ چینی کرتے ہیں۔ تو ان کی سختی کیساتھ منع کر دیا جاتا ہے۔ اور ان حالات میں احمدی جماعت کے محکمہ انسداد ارتداد نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم لوگ جانی و مالی ہر قسم کے تشدد کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر اس بات کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ کہ ہمارے مذہبی امور میں مداخلت کی جائے۔ اور ہمارے کمزور نومسلم بھائیوں کو ظلم کی رو سے اسلام چھوڑنے پر مجبور کیا جائے۔ اعلان بالکل برحق اور بجا ہے۔ اس وقت ہندوستان کے تمام مسلم پریس کا یہ متفقہ فرض ہے کہ اس خطرناک معاملہ کے متعلق صدائے احتجاج بلند کرے۔ ورنہ اس نازک وقت میں مسلمانوں کی خاموشی مسلمانوں کو ملیامیٹ کر دے گی۔ ہم حفظ و ندان ریاست کو بھی مطلع کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ جوش مذہب میں مسلمانوں کی دلآزاری کا جو رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ اس سے تمام مسلمانان ہند کے برافروختہ ہو جانے کا خطرہ ہے۔ ریاست کو اپنے فرائض سے آگاہ ہونا چاہیئے۔ اور وہ کام کرنا چاہیئے۔ جس سے رعایا اور بادشاہ اور ملک خوشحال رہے۔ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ کی توجہ بھی اس امر کی طرف ادب سے مبذول کرائی جاتی ہے۔ اور گورنمنٹ ہند کی خدمت میں بھی یہ عرض کیا جانا نامناسب نہیں ہے۔ کہ جب والیان ریاست کی حفاظت کا قانون تمام ہندوستانی پبلک کی مرضی کے خلاف زبردستی پاس کر دیا جاتا ہے۔ تو رعایائے ریاست کے حقوق کی حفاظت کے لئے بھی کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ غافل و بدمست اور ظالم و جابر ریاستوں کے ظلم و تعصب کا شکار نہ ہو جائیں۔

خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضروری ہے۔ - مینیجر